13726 ـ شعبان كے آخر ميں روزے ركھنا

سوال

كيا نصف شعبان كےبعد روزے ركھنے جائز ہيں ، كيونكہ ميں نے سنا ہے كہ نبى صلى اللہ عليہ وسلم نے نصف شعبان كے بعد روزہ ركھنے سے منع فرمايا ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

ابوھريرہ رضي اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول اكرم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا :

(جب نصف شعبان ہوجائے تو روزہ نہ ركھو) سنن ابوداود حديث نمبر (3237) سنن ابن ماجہ حديث نمبر(1651) سنن ترمذى حديث نمبر (738) علامہ البانى رحمہ اللہ تعالى نے صحيح ترمذى (590) ميں اسے صحيح قرار ديا ہے ۔

لھذا يہ حديث نصف شعبان يعنى سولہ شعبان سے روزہ ركھنے سے منع كرتى ہے ، ليكن اس كے علاوہ اوردوسرى احاديث ميں روزہ كا جواز بھى ملتا ہے ذيل ميں ہم چند ايک احاديث ذكر كرتے ہيں :

ابوھريرہ رضي اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول اكرم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا :

(رمضان المبارک سے ايک يا دو دن پہلے روزہ نہ ركھو ، ليكن وہ شخص جوپہلے روزہ ركھتا رہا ہے اسے روزہ ركھ لينا چاہيے) صحيح بخارى حديث نمبر (1914) صحيح مسلم حديث نمبر (1082) ۔

يہ حديث نصف شعبان كےبعد روزہ ركھنے كے جواز پردلالت كرتى ہے ليكن صرف اس شخص كےليے جو عادتا روزہ ركھ رہا ہے مثلا كسى شخص كى عادت ہے كہ وہ پير اورجمعرات كا روزہ ركھتا ہے يا پھر ايک دن روزہ ركھتا اوردوسرے دن نہيں ركھتا تو اس كے ليے جائز ہے ۔

عائشہ رضى اللہ تعالى عنہا بيان كرتےہيں كہ :

(رسول اكرم صلى اللہ عليہ وسلم تقريبا پورا شعبان ہى روزہ ركھا كرتے تھے) يہ مسلم كے الفاظ ہيں ديكھيں صحيح بخارى حديث نمبر (1970) صحيح مسلم حديث نمبر (1156) ۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

عائشہ رضي اللہ تعالی عنہا کا یہ کہنا کہ (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پورا شعبان ہی روزہ رکھتے تھے ، اوراس میں سے چند ایک دن چھوڑ کر سارا شعبان ہی روزہ رکھتے تھے) ، دوسرا جملہ پہلے کی شرح ہے ، اوراس کی وضاحت ہے کہ کلہ سے مراد غالبا ہے ا ھ ۔

لھذا یہ حدیث نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے پر دلالت کرتی ہے لیکن صرف اس شخص کےلیے جونصف سے پہلے بھی روزہ رکھ رہا تھا ۔

اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے شافعیوں کا کہنا ہے کہ :

نصف شعبان کے بعد صرف اس کے لیے روزہ رکھنا جائز ہے جس کی روزہ رکھنے کی عادت ہو یا پھر پہلے نصف میں جس نے روزے رکھیں ہوں ۔

اکثر اہل علم کے ہاں صحیح بھی یہی ہے کیونکہ حدیث میں نہی تحریم کے لیے ہے ۔

اوربعض – مثلا رویانی – کا کہنا ہے کہ یہاں پرنہی تحریم کے لیے نہیں بلکہ کراہت کے لیے ہے ۔

دیکھیں : کتاب المجموع (6 / 399 ـ 400) فتح الباری (4 / 129) ۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالی ریاض الصالحین میں کہتے ہیں :

نصف شعبان کے بعد رمضان سےایک یا دو دن قبل روزہ رکھنے کی ممانعت میں باب لیکن جس شخص کی روزہ رکھنے کی عادت ہو یا وہ پہلے سےرکھ رہا ہو اورآخر شعبان کو بھی ساتھ ملانا چاہے یا وہ جمعرات اورپیر کا روزہ رکھتا ہواس کے لیے جائز ہے ۔ ا ھ دیکھیں ریاض الصالحین صفحہ (412) ۔

اورجمہور علماء کرام نے نصف شعبان کےبعد روزہ سےنہی والی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے ، لھذا وہ اس بنا پر کہتے ہیں کہ نصف شعبان کے بعدروزے رکھنے مکروہ نہیں ۔

حافظ رحمہ اللہ تعالی کا کہنا ہے :

جمہور علماء کہتےہیں کہ : نصف شعبان کے بعد نفلی روزے رکھنا جائز ہیں ، اوراس کی نہی میں وارد شدہ حدیث کو انہوں نے ضعیف قرار دیا ہے ، امام احمد اورابن معین کا کہنا ہے کہ یہ منکرہے ہے ۔ ا ھ فتح الباری ۔اس حدیث کو ضعیف کہنے والوں میں امام بیہقی اور امام طحاوی شامل ہیں ۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی نے المغنی میں کچھ اس طرح کہا ہے :

امام احمد نے اس حدیث کے بارہ میں کچھ یوں کہا ہے :

یہ حدیث محفوظ نہیں ، ہم نے اس کے بارہ میں عبدالرحمن بن مھدی سے پوچھا توانہوں نے اسے صحیح قرار دیا اورنہ ہی اسے میرے لیےبیان ہی کیا ، بلکہ اس سے بچتے تھے ۔

امام احمد کہتےہیں : علاء ثقہ ہے اس کی احادیث میں سوائے اس حدیث کے انکار نہیں ۔ ا ھ

علاء کون ہے :

وہ علاء بن عبدالرحمن اس حدیث کو اپنے والد سے اوروہ ابوھریرہ رضي اللہ تعالی عنہ سے بیان کرتے ہیں :

ابن قیم رحمہ اللہ تعالی نے تھذیب السنن میں اس حدیث کو ضعیف قرار دینے والوں کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے ، جس کا ماحاصل یہ ہے کہ :

یہ حدیث صحیح اورمسلم کی شرط پر ہے ، اورعلاء کا اس حدیث میں تفرد اس حدیث میں قدح شمار نہیں ہوگا ، کیونکہ علاء ثقہ ہے ، اورامام مسلم رحمہ اللہ تعالی نے اپنی صحیح میں اس کی بہت سی احادیث روایت کی ہیں جوکہ اس سند علاء عن ابیہ عن ابوھریرہ سے ہیں ، اوربہت سے ایسی سنتیں ہیں جوثقات نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متفرد بیان کی ہیں اورامت نے اسے قبول کرتے ہوئے اس پرعمل بھی کیا ہے ۔

پھر وہ کہتے ہیں :

اور شعبان کےروزوں والی احادیث کے بارہ میں معارض ہونے کاخیال کرنا صحیح نہیں کیونکہ ان میں کوئي معارضہ نہیں ہے ، کیونکہ وہ احادیث پہلے نصف کے دوسرے نصف کے ساتھ اورنصف شعبان میں عادتا رکھے جانے والے روزوں پردلالت کرتی ہے ، اورعلاء والی حدیث اس پردلالت کرتی ہے کہ نصف شعبان کے بعد جوشخص عمدا روزے رکھے اس کی لیے ممانعت ہے ، ناکہ عادتا اورنہ ہی جوپہلے نصف میں روزے رکھتا ہوا دوسرے نصف کو بھی ساتھ ملانا چاہے ۔ اھـ

شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی سے نصف شعبان کے بعد روزے رکھنے والی نہی کی حدیث کے بارہ میں سوال کیا گیا تو ان کا جواب تھا :

یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ ہمارے بھائی علامہ ناصرالدین البانی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے ، اوراس حدیث سے مراد یہ ہے کہ نصف شعبان کے بعد روزے رکھنے شروع کیے جائيں ، لیکن جوشخص مہینہ کے اکثرایام یا پھر

تقریباسارا مہینہ ہی روزے رکھتا ہے تو وہ سنت پر عمل پیرا ہے ۔ ا ھـ

دیکھیں مجموع فتاوی الشیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی (15 / 385) ۔

اورشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی ریاض الصالحین کی شرح میں کہتے ہیں :

اگر حدیث صحیح بھی ہو تو اس میں وارد نہی تحریم کے لیے نہیں بلکہ صرف کراہت کےلیے ہے ، جیسا کہ بعض اہل علم رحمہم اللہ نے بھی ایسا ہی اخذ کیا ہے ، لیکن جس کی روزہ رکھنے کی عادت ہو وہ روزہ رکھ سکتا ہے چاہے نصف شعبان کے بعد ہی کیوں نہ ہو ۔ ا ھـ

دیکھیں شرح ریاض الصالحین (3 / 394)

جواب کا خلاصہ یہ ہوا کہ :

نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنا یا تو کراہت یا پھر تحریم کی بنا پر منع کیا گیا ہے ، لیکن جوشخص عادتا رکھتا ہو یا پہلے نصف کو آخرشعبان کےساتھ ملائے اس کےجائز ہے ، واللہ تعالی اعلم ۔

اور اس نہی کی حکمت یہ ہے کہ مسلسل روزے رکھنے سے ہوسکتا ہے کہ رمضان المبارک کے روزے رکھنے میں کمزوری آجائے ۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اگر شعبان کے شروع سے ہی روزے کھے تو اس میں اوربھی زیادہ کمزوری پیدا ہوگي !

تواس کا جواب ہے کہ :

جوشخص شعبان کے شروع سےہی روزے رکھتا ہے وہ روزے کا عادی بن جاتا ہے جس کی بنا پر اس کی مشقت میں کمی پیدا ہوجائے گی ۔

ملا علی قاری کا کہنا ہے :

یہاں پر نہی تنزیہ کے لیے ہے ،امت اسلامیہ پر مہربانی اوررحمت ہے کہ کہیں وہ کمزورہو کررمضان المبارک کے روزے رکھنے کا حق ادا نہ کرسکیں اوران میں سستی پیدا ہوجائے ، لیکن جوشخص پورے شعبان کےروزے رکھتا ہے وہ توروزوں کا عادی بن چکا ہے ، جس کی بنا پر اس سے یہ مشقت زائل ہوجائے گی ۔ اھ

واللہ اعلم .